فقہ السیرۃ

نامِ محمد کی معنوی جامعیت و بلاغت

تحریر: حافظ محمد سعد اللہ

ایڈیٹر مجلہ ''منہاج'' دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور

اللہ کریم جل شانہٗ نے اپنے محبوب خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو جہاں خلق اور خُلق کے اعتبار سے بے حد وحساب فضائل وکمالات اور محاسن ومحامد سے نوازا ہے اور ہر جہت، ہر زاویے اور ہر پہلو سے اولین وآخرین بلکہ پوری کائنات سے منفرد ممتاز، یکتا، بے نظیر، بے مثل، کامل، مکمل، اکمل اور جامع بنایا ہے، وہاں نام کے اعتبار سے بھی آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام سمیت دنیا کے چھوٹے بڑے تمام انسانوں سے منفرد وممتاز بنایا ہے۔ جتنی جامعیت، وسعت اور فصاحت وبلاغت اسم محمد میں پائی جاتی ہے۔ جن وانس حتیٰ کہ ملائکہ میں سے بھی کسی کے نام میں نہیں پائی جاتی۔ جس طرح یہ فقط نام مبارک ہی معجزانہ انداز میں اپنے باکمال مسمی کے تمام کمالات کا احاطہ کرتا ہے اس طرح کوئی دوسرا نام بالعموم اپنے مسمی میں پائے جانے والے کمالات کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات تو اس میں اشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبر اپنے اپنے زمانے میں موجود تمام ابنائے جنس سے ظاہری وجسمانی حسن اور باطنی وروحانی کمالات کے اعتبار سے ہزاروں گنا زیادہ فوقیت رکھتے تھے کیونکہ وہ اللہ کی منتخب مخلوق تھے۔ اس کے باوجود جب ہم ان کے نامہائے مبارکہ کے لفظی معانی پر غور کرتے ہیں تو یہ معانی ان کی ذوات مقدسہ میں موجود فضائل وکمالات نبوت پر دلالت نہیں کرتے مثلاً سب سے پہلے انسان اور پہلے پیغمبر کا نام سیدنا ''آدم'' ہے۔ اور آدم کا لفظی معنی گندم گوں ہے۔ اس طرح سیدنا ''نوح'' کے لفظ کا معنی آرام، اسحاق کا معنی ضاحک، یعقوب کا معنی پیچھے آنے والا، موسیٰ کا معنی پانی سے نکلا ہوا، یحیٰ کا معنی عمر دراز اور عیسیٰ (علیہم السلام اجمعین) کا معنی ہے سرخ رنگ۔ ان تمام اسماء مبارکہ میں سے کوئی بھی اسم اپنے مسمّٰی کی نبوی عظمت ورفعت اور بلندی مرتبت کی طرف اشارہ تک نہیں کرتا جبکہ نامِ محمد اپنے مسمی کے تمام اوصاف وکمالات کی

طرف اشارہ ہی نہیں بلکہ پوری دلالت کرتا ہے۔ ذیل کی سطور میں اسی اجمال کی قدرے تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ناموں کو دو قسموں، ذاتی نام اور صفاتی نام، میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک صفاتی ناموں کا تعلق ہے تو آنجناب کی صفات وکمالات میں تعدد وکثرت کے باعث یہ اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ اتنی کثرت دنیا میں کسی بڑے سے بڑے انسان کے ناموں میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ ناموں کی کثرت بھی مسمی کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ ملا علی قاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی کی بحث میں لکھا ہے۔

"ثم من القواعد المقررة ان كثرة الاسماء تدل على عظمة المسمى." (۱)

(پھر مسلمہ قواعد میں سے یہ قاعدہ بھی ہے کہ ناموں کی کثرت مسمی کی عظمت وبزرگی پر دلالت کرتی ہے)

بہرکیف آپ کے صفاتی نام عام طور پر تو ۹۹ مشہور ہیں مگر محدث نووی اور بعض دیگر محدثین نے قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی کے حوالے سے اسماء الٰہی کی طرح ان کی تعداد بھی ایک ہزار تک بتائی ہے۔(۲)

جبکہ آپ کا ذاتی نام "محمد" و"احمد" ہے۔ نامِ نامی "محمد" کا ذکر قرآنِ مجید میں چار جگہ (۳) اور "احمد" کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے حوالے سے ایک جگہ ہے۔(۴) پھر ان دو ناموں میں بھی نام "محمد" زیادہ مشہور ہے۔(۵) اس سلسلہ میں ملا علی قاری نے حضور کے اسماء گرامی پر مشتمل امام جلال الدین سیوطی کے ایک مستقل رسالہ "البهجة السوية في الاسماء النبوية" کی بھی نشاندہی کی ہے۔(۶) بہرکیف آئندہ سطور میں آپ کے نامِ گرامی "محمد" کے معنوی اعجاز وحقیقت کے بارے میں چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

چنانچہ نام "محمد" کے حوالے سے سب سے پہلی حیرت انگیز بلکہ معجز نما بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تک ہزاروں سالوں پر مشتمل انسانی تاریخ میں جس طرح قرآنِ مجید کی صراحت کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے قبل کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا۔(۷) ٹھیک اسی طرح آپ کی ولادت سے کچھ عرصہ

قبل تک کسی بچے کا نام ''محمد'' نہیں رکھا گیا۔ اور ابن قتیبہ کے مطابق یہ بھی حضور کی نبوت کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کیونکہ کسی اور کا نام بھی ''محمد'' رکھا گیا ہوتا تو اس سے آپ کی نبوت ورسالت میں شبہ پڑ سکتا تھا۔(۸)

البتہ آپ کی ولادت طیبہ سے تھوڑا عرصہ پہلے عرب میں چند آدمیوں کا نام ''محمد'' ملتا ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والدین نے کاہنوں اور یہود و نصاریٰ کے علماء سے سن رکھا تھا کہ عنقریب آخر الزماں پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام ''محمد'' ہوگا۔ اس شرف کو حاصل کرنے کے لئے والدین نے ان کا نام ''محمد'' رکھا۔ مگر خالی نام رکھنے سے تو کوئی آدمی واقعی اصلی ازلی اور ابدی ''محمد'' نہیں بن سکتا۔ (**الله اعلم حیث یجعل رسالته**)

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

دوسرے مشیت ایزدی نے ایسا انتظام کیا کہ ان لوگوں میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور اس مشیت ایزدی کے پیچھے یہی حکمت نظر آتی ہے کہ نام کے اشتباہ سے حضور کی آخری اور دائمی و ابدی نبوت ورسالت میں کسی قسم کا اشتباہ پیش نہ آئے۔(۹)

بہرحال سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ درج بالا استثنائی واقعہ چھوڑ کر جب پورے عرب میں نسلاً بعد نسل کسی کا نام ''محمد'' نہیں تھا اور نہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں کوئی بزرگ اس نام سے موسوم تھے تو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب اور والدہ ماجدہ کے ذہن میں یہ منفرد بالکل نیا اور انوکھا نام رکھنے کا خیال کیونکر پیدا ہوا؟ تو جزوی تفصیلات میں جائے بغیر اس کا جواب محدثین وسیرت نگاروں نے ایک تو یہ دیا ہے کہ یہ مبارک نام خالق کائنات کی طرف سے حضرت عبدالمطلب اور سیدہ آمنہ کو مختلف ذریعوں سے الہام کیا گیا تھا۔ کیونکہ آپ عمدہ خصائل وصفات کے پیکر تھے۔(۱۰)

دوسرے یہ نام نیک فال کے طور پر رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ولادت نبوی کے ساتویں دن بعد عرب کے عام دستور کے مطابق جب حضور کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا تو کھانا کھانے کے بعد مدعوین نے پوچھا، اے عبدالمطلب تم نے جس پوتے کے لئے ہماری ضیافت کی ہے۔ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ''محمد'' انہوں نے پھر سوال کیا اپنے خاندانی ناموں

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

سے ہٹ کر آپ نے یہ نام کیوں تجویز کیا؟ تو آپ نے کہا میری خواہش ہے کہ خالق کائنات آسمان میں اور مخلوق خدا زمین میں اس کی تعریف کرے۔(۱۱)

اب جہاں تک نام "محمد" کے معنوی اعجاز اور معنوی حقیقت کا تعلق ہے تو اس لفظ کا مادہ اشتقاق "حمد" ہے اور حمد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ، کمالات جمیلہ اور فضائل ومحاسن کو محبت، عقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اسم پاک محمد مصدر تحمید (باب تفعیل) سے مشتق ہے اور اس باب کی خصوصیت مبالغہ اور تکرار ہے۔ لفظ محمد اسی مصدر سے اسم مفعول ہے اور اس سے مقصود وہ ذات بابرکات ہے جس کے حقیقی کمالات، ذاتی صفات اور اصلی محامد کو عقیدت و محبت کے ساتھ بکثرت اور بار بار بیان کیا جائے۔(۱۲)

غالبًا نام محمد کی اسی معنوی حقیقت اور جامعیت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب نے کہا تھا اور یہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ

فذو العرش محمود وھذا محمد (۱۳)

لہٰذا لفظ "محمد" کے اس مادۂ اشتقاق اور اس کی معنوی حقیقت کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نام مبارک کا عام اور سادہ سا ترجمہ (وہ ذات جس کی تعریف کی گئی ہو) کافی نہیں۔ کیونکہ آپ کے ان گنت فضائل وکمالات کے سامنے یہ ترجمہ ہیچ ہے۔ خالی تعریف تو بہت سارے لوگوں کی جاتی ہے۔ اسی لئے علماء لغت نے نام مبارک کی لفظی ولغوی تعریف "**الکثیر الخصال الحمیدہ**" (۱۴) اور "**الذی کثرت خصالہ الحمودۃ**" (۱۵) کے الفاظ میں بیان کی ہے، ان دونوں تعریفوں کا معنی ہے۔

"وہ ذات جس میں ستودہ صفات قابل تعریف خصال و عادات کثرت سے پائی جاتی ہوں جبکہ صاحب قاموس نے لفظ "محمد" کو تحمید سے مشتق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

التحمید حمد اللہ مرۃ بعد مرۃ ومنہ محمد کانہ حمد مرۃ بعد مرۃ۔(۱۶)

تحمید (حمد سے باب تفعیل کا مصدر) کا معنی ہے یکے بعد دیگرے اور بار بار اس کی تعریف کرنا۔ اور اسی مادہ سے "محمد" کا لفظ ماخوذ ہے تو گویا اس کا معنی

☆میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی)☆

ہوا وہ ذات جس کی یکے بعد دیگرے بار بار اور ہمیشہ تعریف کی گئی ہو۔

اور صاحب مفردات نے ''محمد'' کا معنی لکھا ہے۔

الذی اجمعت فیه الخصال المحمودۃ۔ (۱۷)

وہ ذات جس میں تمام لائق تعریف خصال و عادات جمع کر دی گئی ہوں۔

معروف سیرت نگار قاضی سلیمان منصور پوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں ''محمد'' حمد سے مبالغہ کے لئے ہے یہ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ ملائکہ مقربین میں بھی محمود ہیں، زمرہ انبیاء و مرسلین میں بھی محمود اور اہل زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں، جو لوگ حضور کا کلمہ نہیں پڑھتے وہ بھی ان سجایا و شیم کے مداح ہیں جن کا لزوم و ثبوت حضور کے نام کے معنی اور حضور کی ذات گرامی سے بدرجہ اتم ہے۔ (۱۸)

معروف ادیب، سیرت نگار اور مفسر عبدالماجد دریابادی نے لکھا ہے کہ: ''محمد'' عربی زبان میں تحمید سے مشتق ہے جو تفعیل کا مصدر ہے۔ اس باب کے معنی کے خواص میں سے ہے کہ کسی کام کا وجود میں آنا اس طور پر مانا جائے کہ گویا کسی مخفی یا ظاہری طاقت نے اس کو وجود میں آنے کے لئے مجبور کیا جیسے صرّف (اس نے پھیر دیا) یعنی کسی طاقت نے بے اختیار کر کے پھیر دیا۔ اس طرح محمد کے معنی ہیں وہ ذات جس کی تعریف بے اختیار کی گئی ہو۔ اس معنی سے اسی قوت جاذبہ اور کشش اصلی کی طرف اشارہ ہے۔ عبداللہ بن سلام (اپنے زمانے کے معروف یہودی عالم) کے متعلق مروی ہے کہ وہ چہرۂ اقدس کو دیکھتے ہی پکار اٹھے: **ھذا لیس بوجه کذاب** (یہ مبارک و روشن چہرہ کسی جھوٹے نبی کا چہرہ نہیں ہو سکتا) یورپ میں بڑی ہوشیارانہ تدبیر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدترین پیرایوں میں دکھلانے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ لیکن اب آج کل بعض جماعتوں اور خدا ترس بندوں کی طرف سے جو مساعی جمیلہ کی جا رہی ہیں انہوں نے تجربہ کرا دیا کہ جب کبھی اصلی صورت ان کے سامنے پیش کی گئی ہے تو انہوں نے یہی کہا کہ یہی تو ہمارا کعبہ مقصود ہے۔

اس باب کی دوسری خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ کسی کام کے اس طور پر ہونے کو ''ہر کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام پہلوؤں کا استقصاء کئے ہوئے ہے۔ کوئی جزء اس سے چھوٹا ہوا نہیں چنانچہ استعمال میں آتا ہے ''**قتله قتیلا**'' یعنی اس نے اسے اچھے طرح قتل کیا (کہ مقتول کے ہر عضو پر اس کی زد پڑی) اس خاصیت کا لحاظ رکھتے ہوئے نام مبارک کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ ''محمد'' یعنی

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

جس کا جزء جزء قابل تعریف ہے۔ اصلاح نفس، تدبیر منزل اور تدبیر مدن کی وہ کونسی شاخ ہے جس کا عمل نمونہ ذات قدسی صفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش نہیں کر دیا۔'' (۱۹)

نامِ نامی ''محمد'' کے لفظی ولغوی معنی کی گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ذات ستودہ صفات جس کی ہمیشہ بار بار اور ہر جہت و زاویہ سے تعریف کی گئی ہو۔ جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ تعریف کے بعد تعریف اور توصیف کے بعد توصیف ہوتی رہے۔ چنانچہ خالق کائنات سے لے کر مخلوق تک، انبیاء کرام سے لے کر جن و ملک تک، حیوانات سے لے کر جمادات تک غرض ہر ذی روح اور غیر ذی روح سب نے آپ کی تعریف کی ہے۔ اور آج بھی دنیا کے کوئی ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی زبانیں دن میں نہ جانے کتنی بار آپ کی تعریف وتوصیف کے لئے متحرک رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ کفار اور غیر مسلموں میں بھی ایک انصاف پسند طبقہ ایسا ہے جو اگر چہ آپ کو رسول تسلیم نہیں کرتا مگر آپ کے اخلاق عالیہ امانت دیانت، عدل وانصاف، صداقت و راستبازی اور انسانی ہمدردی و خیر خواہی جیسی خوبیوں کا معترف ہے۔ اس لئے بالکل سچ کہا گیا ہے۔

اسم ''محمد'' کی درج بالا یہ معنوی حقیقت بھلا عرب کے اہل زبان سے کیسے مخفی رہ سکتی تھی کہ کوئی شخص آپ کو ''محمد'' کہہ کر آپ کی مذمت بیان نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو اپنے منہ سے جھوٹا ہوگا کہ ایک تو آپ کو محمد (سراپا تعریف) کہتا ہے دوسرے آپ کی مذمت بھی کرتا ہے۔ چنانچہ اہل مکہ نے اسی تضاد اور مشکل سے بچنے کے لئے آپ کا نام ''محمد'' کی بجائے ''مذمم'' (مذمت کیا گیا) تجویز کر رکھا تھا اور اسی نام سے آپ کی ذات والا شان کو سب وشتم کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے تھے۔ (۲۰) گویا ان کا یہ طرزِ عمل اور سب وشتم کا انداز بھی خود ''محمد'' کی معنوی حقیقت پر دلالت کرنے والا تھا، اسی لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول مقبول ﷺ نے فرمایا تھا:

الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنھم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد۔ (۲۱)

کیا یہ بات باعث تعجب و حیرت نہیں کہ کس طرح اللہ نے قریش مکہ کے سب وشتم اور ان کی لعنت کو میری ذات سے پھیر دیا ہے۔ وہ ''مذمم'' نامی شخص کو گالیاں دیتے اور اس پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو بحمد اللہ محمد (سراپا

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

تعریف) ہوں۔

جبکہ ابن سعد نے یہی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

یاعباداللہ انظروا کیف یصرف اللہ عنی شتمھم ولعنھم یعنی قریش قالوا کیف یارسول اللہ؟ قال یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد۔ (۲۲)

اے بندگانِ خدا! دیکھو اللہ کریم نے کیسے قریش مکہ کی گالیوں اور لعنت ملامت کو میری ذات سے پھیر دیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے یارسول اللہ؟ فرمایا وہ مذمم نامی آدمی کو گالیاں دیتے اور اسے برا بھلا کہتے ہیں جبکہ میں بحمداللہ محمد (سراپا تعریف) ہوں۔

جہاں تک اسم پاک ''محمد'' کی پاکیزگی، اس نام کو پکارنے کے آداب اور تعظیم وتکریم کا تعلق ہے تو یہ ایک مستقل اور الگ موضوع ہے، جس کی تفصیلات کا یہ محل نہیں۔ تاہم اس حوالے سے اتنی وضاحت کافی ہے کہ عشق ومحبت اور ادب وتقویٰ کے لحاظ سے سو فیصد سے بھی زیادہ سچ کہا گیا ہے کہ ۔

هزار بار بشویم دهن زمشک و گلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

نیز نام ''محمد'' کی معنوی حقیقت کے بارے میں گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں انسانی اور پیغمبرانہ حیثیت سے کسی قسم کے نقص و عیب کا تصور کرنا آپ کی شان محمدیت کے منافی ہے۔ یقیناً اسی حقیقت کے پیش نظر حضرت حسان نے کہا تھا۔

خلقت مبرء من کل عیب کأنک قد خلقت کما تشاء

اور اسی حقیقت کو فاضل بریلویؒ نے یوں خوبصورت شعری جامہ پہناتے ہوئے کہا تھا۔ ۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حواشی

۱۔ ملاعلی قاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، ج ۱۱، ص ۷۰۔

۲۔ دیکھئے: (ا) نووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم (مع التصحیح) قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۲، ص ۲۶۱۔

(ب) ابن قیم الجوزیہ، زادالمعاد فی سیرۃ خیرالعباد موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۸۵ء ج ۱، ص ۸۸

(ج) حلبی، علی بن برہان، سیرت حلبیہ، مصطفیٰ حلبی مصر ۱۹۶۴ء ج ۱، ص ۱۲۸۔

(د) ملاعلی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۱، ص ۷۰۔

۳۔ ملاحظہ ہو: سورۃ آل عمران: ۱۴۴، سورۃ الاحزاب، ۴۰، سورۃ محمد: ۲، سورۃ الفتح: ۲۹۔

۴۔ سورۃ الصف: ۱۶۔

۵۔ ملاحظہ ہو، حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح البخار، دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ج ۶، ص ۵۵۵۔

۶۔ مرقاۃ المصابیح، ج ۱۱، ص ۷۰۔

۷۔ دیکھئے سورۃ مریم آیت نمبر ۷ (یزکریا انا نبشرک بغلم اسمه یحیی لم نجعل له من قبل سمیا)

۸۔ ملاحظہ ہو: ملاعلی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۱، ص ۷۰۔

۹۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری (کتاب المناقب باب ما جاء فی اسماء رسول الله) ج ۶، ص ۵۵۶۔۵۵۷۔

۱۰۔ دیکھئے: (ا) نووی، شرح صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۶۱۔

(ب) ابن کثیر، سیرۃ النبی (اردو ترجمہ) مکتبہ قدوسیہ لاہور، ج ۱، ص ۱۴۹۔

(ج) حلبی، سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۱۲۸۔

۱۱۔ تفصیل کیلئے دیکھئے:

(الف) ابن کثیر، سیرۃ النبی (اردو ترجمہ)، ج ۱، ص ۱۴۸۔

(ب) حلبی، سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۱۲۸۔

(ج) سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ دارالکتب الحدیثیہ مصر، ج ۱، ص ۱۲۴۔

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

۱۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، ج ۱۹، ص ۱۴۔

۱۳۔ ابن کثیر، سیرۃ النبی (اردو)، ج ۱، ص ۱۴۹۔

۱۴۔ لوئیس معلوف، المنجد تحت مادہ حمد۔

۱۵۔ لسان العرب اور محیط المحیط تحت مادہ حمد۔

۱۶۔ القاموس المحیط، ج ۱، ص ۲۹۹، طبع مصر (تحت مادہ حمد)۔

۱۷۔ راغب اصفہانی، مفردات فی غریب القرآن (تحت مادہ حمد)۔

۱۸۔ قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، جلد سوم، باب خصائص النبی خصوصیت نمبر ا (محمد رسول اللہ)۔

۱۹۔ مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی (النصف الاوّل) تاج کمپنی لاہور ۱۹۵۲ء ص ۱۷۶ (تحت آیت وما محمد الا رسول)

۲۰۔ حافظ ابن حجر، فتح الباری شرح البخاری، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ج ۶، ص ۵۵۸۔

۲۱۔ (الف) صحیح بخاری (کتاب المناقب باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ)، ج ۱، ص ۵۰۱، طبع کلاں کراچی۔

(ب) مشکوٰۃ المصابیح باب اسماء النبی و صفاته۔

۲۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ دار صادر بیروت ۱۹۶۰ء ج ۱، ص ۱۰۶۔

اہم خوشخبری

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ) کے پندرہ سیمناروں
اور فقہی اجلاسوں کی قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل کتاب

جدید فقہی مسائل اور ان کا مجوزہ حل

کے نام سے شائع ہوگئی ہے

ترتیب وتدوین ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ　　اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

ملنے کا پتہ: مکتبہ فیض القرآن { قاسم سنٹر اردو بازار کراچی } فون 2217776